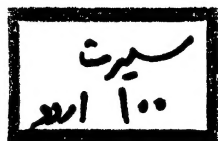


۷۶۷۹۳



معراج البیان

۷۵

احوال معراج حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

از ہیم مشہدی

طاشل از پریشان حقید بازار میں طبع ہوا

پراول (۱۰۰۰) قیمت ۱۱ پیہ

۷۰۶۹۳

پیش لفظ

خدا جانے کس خوش فہم نے ”بگڑا شاعر مرثیہ گو“ کہہ کر اپنی فہمیدگی ادب کی داد دی تھی کہ اس کا یہ جملہ دردِ زبانِ خلّاق ہو جانے کے باوجود ہر نقاد اس امر کا معترف ہو کہ اُردو زبان میں مرثیہ کی صنف نہایت بلند ادبی شاہکار اپنے دامن میں رکھتی ہو اور مرثیہ گو شعراء نے اردو ادب کی وہ خدمت انجام دی ہے جو صرف انھیں سے ممکن تھی۔ میر انیس کا نام اس خصوص میں کسی بیان کا محتاج نہیں

چنانچہ حالی مرحوم نے اس کا اعتراف یوں کیا ہے کہ

اُردو گو راج چار سو تیرا ہے شہروں میں رواج کو بہ کو تیرا ہے
پر جب تک انیس کا سخن باقی ہے تو لکھنؤ کی ہے لکھنؤ تیرا ہے

لیکن فرقہ وارانہ جذبات نے مرثیہ کو صرف ایک ہی فرقے کی میراث اور اسی کا میدان قرار دے رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ عام لوگ نہ اس سے پوری طرح واقف ہیں اور نہ اس کو حسنِ ادب سے لطف اندوز ہونے کے لئے مطالعہ

فرماتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مرثیہ کے ہیرو ادا م حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت کچھ ایسی سیاسی پیچیدگیاں رکھتا ہے کہ ہم ہر شخص کو اس کے مطالعہ

کی دعوت بھی نہیں دیتے۔ اہل بیت رسولؐ سے محبت رکھنے والے حضرات
 کے دل خود اس جانب کھینچ جاتے ہیں لیکن میرے خیال میں مرثیہ جو سدس
 کی شکل میں ہوتا ہو اگر اسے وسیع کیا جائے اور واقعات شہادت امام مظلومؑ
 کے علاوہ ایسے مذہبی واقعات اس میں درج کئے جائیں جو اسلام کے ہر فرقہ
 اور گروہ کے لئے باعث احترام ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ سدس یا مرثیہ
 کی طرف پوری توجہ نہ کی جائے اور اس میں ادب کے وہ انمول جواہرات
 نہ ہیں جن کی تلاش ایسے اصنافِ سخن میں کی جا رہی ہے جہاں وہ اتنے زیادہ
 نہیں ملتے اور ملتے بھی ہیں تو اخلاق و مذہب کا سارا سرمایہ ان کی قیمت بن جاتا ہے۔
 میں نے اس سدس میں حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ
 کی معراج کے احوال قلمبند کئے ہیں۔ اس کا مقصد مختلف فرقوں میں ہم آہنگی
 پیدا کرنا ہے ساتھ ہی کوشش کی گئی ہے کہ ادب کی خوبیوں کو اس میں پیش
 کر کے یہ واضح کر دوں کہ عشقِ شاعری افسانہ نگاری وغیرہ ہی سے ہمارا ادب
 معراجِ کمال کو نہیں پہنچ سکتا مذہبی شاعری بھی ہیں اس مقام تک پہنچا سکتی ہے
 بشرطیکہ نیتِ بخیر ہو۔ مجھے امید ہے کہ ادب کے سچے عاشقوں کو میرا یہ سدس
 صحیح راستے کی طرف دعوت دے گا اور ساتھ ہی مجھے اور اس کے مطالعہ کنندہ
 کو نجاتِ اخروی نصیب ہوگی۔

سید سکندر حسین فہیم

سُرْبَاعِی

نظریں طرفِ روحِ دل آرا دوڑیں

حوراں جنّاں پے نظر آرا دوڑیں

فردوس میں آمدِ جویمبر کی سنی

غیر لئے فردوس سے ستارا دوڑیں

فیہ اللہ الخ خیر الخ خیر
 جہیاری
 کیا اس کشتی بنا ہو جو جس میں جانِ جہاں ہے
 اٹل سے جلوہ کہ ہر کشتی سے عیاں ہے
 کین جابجہ دھونڈوں میں پلکے تو کہاں ہے
 دل میں مرے رہتا ہی اور آنکھوں سے کہاں ہے

بے دیکھے تری شان پہ ہر شخص فدا ہے
 یہ پردہ نشینی کی ادا تیغِ قضا ہے

چھپے نہیں رہ سکتا ہی ترا حسن
 غریب میں کندن سا دکھتا ہی ترا حسن
 ہر اچھل کے جوین سے ٹپکتا ہی ترا حسن
 ہر آنکھ میں جب بھی سا چمکتا ہی ترا حسن

ہر شے میں تری جلوہ نائی نظر آئی
 بت خانے میں جا کر بھی خدائی نظر آئی

اری شاہد پی ترے انداز کے قربان
 سودے میں ترے ہوئے جو چاک لگ کر یہاں
 زخمِ عشاق ہے گویا چرخِ نیند
 غمِ شہیدِ سب زرد و سرخ دیدہ جیاں

غم میں ترے صدمہ ہر نہ کچھ بدمزگی ہو
 جلتی ہو مگر شمع کی لوتجھ سے لگی ہو

الفت ہے تری کا جیل ای مرے پیارے
 عاشق کو تو رکھتا ہر دہیل ای مرے پیارے
 ایوب رجب زار و علی ای مرے پیارے
 انکاروں پہ لوٹے ہیں یحییٰ ای مرے پیارے

کہتے تھے دھواں ہر دل آگاہ میں مولا
 درویش کی دھونی ہر تری راہ میں مولا

ہر اس کی جگہ قلبِ گنہگار میں
 ہے تابِ بے دلی اس کیلئے خود بے دلی میں
 پیش میں نہ پانی میں ہو ایسے نہ ہر گل میں
 مردِ جنس میں یہ وہ ہے آنکھ کے میں میں

وہ ارض و سما میں ہے نہ خورشیدِ قمر میں
 کیا مجھ سے چھپ گیا کہ وہ ہے میری نظر میں

اگر عشق کی بہت ہو تو نامید بھی ہوگی
 دھونڈے گا تو میں جانے کی عیب بھی ہوگی
 نقش ہو گا جو تجھ پر تو اُسے دید بھی ہوگی
 قربان ہو گا تو اُسے عیب بھی ہوگی

جو تیرا گدا ہو گیا شانی اُسے دیدی
 دل جس نے دیا تو نے خدائی اُسے دیدی

مخلصِ غیبِ کمال
 پہنچنے پر اک شے نمودار تو ہی ہو
 ظاہر تو ہی، غائب تو ہی، شکار تو ہی ہو
 طاعت کا محبت کا، سزاوار تو ہی ہو
 واحد تو ہی، یکیا تو ہی، غفرت تو ہی ہو

طالب تو ملے پر ترا مطلوب بھی اک ہو
 جس کی تجھے چاہت ہو وہ محبوب بھی اک ہو

یوسف کا پردہ غم کہ اللہ کو ہر چاہ
 سب کچھ میں بندے کی خدائی ہوئی اللہ!
 عسرت میں غنی اور گدائی میں شہنشاہ
 کیجا نہیں اک حرف پر علم ہے آگاہ

خود حق نے پڑھایا ہی رسولِ دوسرا کو
 کوئی نہ گھرک دے یہ تامل تھا خدا کو

بندہ یہ وہ بندہ ہے جو خالق کے قریب ہو
 پیکر بے سایہ
 کرتی ہر مکاں انشراح قدم سرکش ہیں ہر
 دن بات کی خدمت کے لئے روج میں ہر
 نیکو اسے ختم ہیں کہ سایہ بھی نہیں ہر

نوران کا سر چرخ بریں بدر بنا ہر
 ذی قدر تھا سایہ سوشہ قدر بنا ہر

پاسا پہنے یہ حسنِ خداداد جو پایا
 جساختہ پیکر سے لٹپٹے کو وہ آریا
 وصلی کی طرح وصل ہوا جسم سے سایا
 کس کو زلفِ رات کے تار کی پیر میں سما یا

یا حق کو یہ تھا پاسِ رسولِ عربی کا
 پر وہ شمعِ راج کا سایہ تھا نبی کا

بول گیا مضمون ہوئی رحمتِ داد
 سرانچا جو یاد آیا مہرِ گلشنِ یاد
 کیوں سر میں مرے شکستہ گلِ یوسف
 یہ اوجِ فطانت کی بدولت اور نہیں

روشن ہے یہ اربابِ نظر کی نظروں پر
 ہمراہ نہیں سایہِ امت کے سروں پر

مگر کہوں میں بھی اس سایہ سے تنویر و ضیاء ہے
 دوش کے برابر ہر اک انسان کو ملا ہے
 اب دین کو دعویٰ ہے کہ مضمون نبیؐ ہے
 ہاں غلط نبیؐ فائدہ حیدر میں چھپا ہے

زہرِ زیس ہے عکسِ رولِ عربی کا
 لو! آج کھلا فاطمہؑ سایہ ہیں نبیؐ کا

نعت محمدؐ
 دیباچہ دیوان شرافت میں محمدؐ
 سرنامہ کتب سیاست میں محمدؐ
 نعت اقبال جلالت میں محمدؐ
 سرآمد قرآن رسالت میں محمدؐ

گو خلق میں تقدیر کی تدبیر سے آئے
 دُنیا سے جو نفرت تھی تو تاخیر سے آئے

اے نام خدا کیا شرف و جاہ ہی کیا نام
 رحمت کے دریا، خیرِ شہرِ خیرِ و نام
 دیوارِ الٰہی میں مٹی کی قدر کیا نام
 اُٹھنے اس وجہ سے کیا نام

اُمت کا دم نزع بھی ارمان نکل جائے
 محبوب کا جب نام نہیں جان نکل جائے

اوروں کو یہ اعزاز ملا اور نہ منصب
 ان کی نظر رائد پر، ان پر نظریہ
 طالب کے طلب گزار میں مطلوب کا مطلب
 وہ قی ہو یہ برقی ہیں وہ رب ہی ہے فکر

ربط اس سے نہ ہوتا تو یہ برتاؤ نہ ہوتا
 محمود محمد تھا اگر واؤ نہ ہوتا

وہ خدا ہی محمد مرے حضرت
 وہ غلامِ نبی پیدائشِ وحدت
 وہ معنیِ توحید یہ توحید کی تلواریں
 وہ نورِ حق یہ کھار دہ حسنِ بیعت

لفظوں میں وہ احمد ہی تو معنی میں احد ہی
 یہ میم جو اس میں ہی فقط بہرِ بدو ہی

مہربانیت
 آفاق میں ایسا کوئی ذی جہا نہیں ہے
 اللہ کو یوسفؑ کی بھی پہچان نہیں ہے
 وہ کون چمپیرا ہے جو آگاہ نہیں ہے
 کچھ ایسا ہی ہے، مگر اللہ نہیں ہے

واللہ! کہ اللہ نے شان اپنی دکھادی
 جب خاتمہٴ حسن کیا مہر لگادی

حیرت ہے کہ میرے جیسے پر نہ لگائی
 خالق نے نبوت کی سندان چھپائی
 پر غصے کی بابت مرے ذہن میں آئی
 حضرت نے جو دنیا کی طرف پشت پھرائی

چہرے پر نہ ماتھے پر نہ انگشت پر کی ہر
 دنیا کے دکھانے کے لئے پشت پر کی ہر

ہاں آپ بھی محبوب ہیں اور نام بھی پیلا
 کیا کرتے ہیں گنگا کر یہ پکارا
 یوں نہایت فریادیں ہیں یہ عیش کا تارا
 اس نام کا بیکنا نہ مناسب نہ گوارا

انداز زمانے سے نرالا ہی رہی گا
 سجدے میں بھی نام آپ کا بالا ہی رہی گا

اے شہیدِ فطین و کرم اللہ سے ترازو کہ
 احمد تری مدح ہی پہ سچا خوب ازاد کہ
 خست تری الفت ہی گناہوں کی دوا کہ
 جو ذکر عبادت ہو پھر اس ذکر کا کیا نو کہ

جب نام حضور آئے گا تب اوج بڑھے گا
 میں کیا مرا اللہ بھی صلوٰت پڑھے گا

یوسفؑ کی طرح حضرت یعقوبؑ کے محبوب
 ادیشی کے معشوق تو ایوبؑ کے محبوب
 طلبہ کے جو طالب ہیں تو بطوبہ کے محبوب
 مشتاق کے مشتاق ہیں محبوب کے محبوب

وہیؑ کو تو دیدار الہی کی ہوا ہو
 دیدار محمدؐ کا طلبگار خدا ہو

جبین کو اتنی ہی یہ آواز کر جانا
 اے روحِ امیں اب مرے محبوب کو لانا
 ہر سبب گنگا کر مرے پیارے کو لانا
 سب عورتوں کو ایک شوق میں آنا

ہر چند کہ معبود تو ہر وقت قریں ہی
 بے تاب زیارت کے لئے عرشِ بریں ہی

یہ سن کے ملک آپ کی درگاہ پہ آیا
 اس یوسف ثانی کو گر خواب میں پایا
 تلوں سے لے گا نصیب کو جگایا
 جاگے تو یہ آداب بجالا کے سنایا

اے فخر رسولانِ سلف! فخر کی جاہر
 اللہ غنی! حق نے تمہیں یاد کیا ہر

القصد کہ حضرت نے قدم اپنا اٹھایا
 جب پیر نے روبرو ہستی پہنچایا
 اس رخسارِ جمالیوں نے تماشا یہ دکھایا
 ساتھ آئے سکھ بن کے ہمارے گویا سب

دیکھا کہ حسین بھی ہر دلاور بھی جری بھی
 حیوان بھی، انساں بھی فرشتہ بھی پری بھی

اس رخِ نشانی پہ چہ جب شمعِ محبوب
 پھر جلوۂ رخسار ہوا نورِ علیؑ نور
 اس نور کے پہ کیوں اڑے گئی وہ نور
 کس سے مدنی میں مدنی سے سونے طور

دل سوزی شیدا کا قرینہ نظر آیا
 عاشق کا جگر طور کا سینہ نظر آیا

پہنچا فکلب
نہنٹے ہوئے بننے کو بڑھے حضرت اوم
نہنٹے ہوئے بننے کو بڑھے حضرت اوم
نہنٹے ہوئے بننے کو بڑھے حضرت اوم

اک شور ہوا چکر خ پہ ابر کرم آیا
مہتاب میں تاب آگئی آدم میں دم آیا

منہ پر زبرد و یوسف
 چرخِ سیمین گروں پہ تماشہ نظر آیا
 زبرد نے وہاں شرع کا قانون بجایا
 جب یہاں نے مہ کنعیاں سی ملایا
 طالع نے قرآن مد و غور شہید دکھایا

لیکن مدِ مصریٰ تو حلاوت سے بھرا تھا
 غور شہید مدینہ نہیں تھا یہ مزاح تھا

چرخِ چہارم
 نہ زلِ ثنابِ عینی
 پھر چرخِ چہارم پر عجب لطف اٹھایا
 اک تاجِ زری بہرِ منور کو بچھایا
 فوارِ شید کے دن پھر گئے عیسیٰ میں آیا
 عجب زبِ بجا مئی عیسیٰ کو بچھایا

کچھ حد ہی نہ تھی حضرت عیسیٰ کی نوشی کی
 پروانگی پائی جو حیاتِ ابدی کی

چرخِ پیغمبرِ علی و علی
منزلِ ہر نامِ فلک و علی
مگر چرخِ گردوں پر یہ صورتِ نظر آئی
تصویرِ شہنشاہِ ولایتِ نظر آئی
اک خلقِ خدا مخدیارِ نظر آئی
کبھی اسدِ احمد کی مسیتِ نظر آئی

ہر شخص پسینے سے شرابور ہوا ہے
بہرام فلک ڈر سے لب گور ہوا ہے

چرخِ ششم
 چرخِ ششم پر جو گئے شاخِ ششم
 اک در کو دماں دیکھ کے ششدر ہو
 وہ ادج و بندی صفتِ نخبِ سکندر
 جبریں نے نعرہ کیا یا حیدرِ صفدر

ظاہر ہوا نار اس کے پسِ پشت نہاں ہے
 یہ حیدرِ صفدر کی طرح بابا ماں ہے

فرمایا کہ احوالِ حبیبِ بھی تو دیکھیں
 شانِ غضبِ خالقِ آدم بھی تو دیکھیں
 امت کے لکھنچاروں کا عالم بھی تو دیکھیں
 اب ان کو بلائے تو شکر جم بھی تو دیکھیں

دیکھا تو وہیں شمع شب افروز ہوئی آگ
 جو دل کو جلاتی تھی وہ دل سوز ہوئی آگ

جینم کا منظر
 وہ آگ کا گھر آگ کے در آگ کی دیوار
 وہ آگ کے نخل، آگ کے ٹٹوں، آگ کے گلزار
 بیلوں کے عوف نیچے پوئے آگ کے وہ ما
 وہ زرد کے خدیاروں میں گر آگ کا بازار

بھولا زرد زیور دلِ مضطربہ جب آنج آئی
 سودے کے دھویں اڑ گئے خود سر پہ آنج آئی

وہ آگ کی زنجیر کا غل صورت نہالا
 وہ گزند کہ البسز کا بھی تورا نے دالا
 وہ سانپ اگر کیجے تو پیسے آنکھ میں چھالا
 نکمے کر کے جبرائیل سے دوزخ پر شہید وہ کالا

دافع کوئی جز قاتلِ عنتر نہیں ان کا
 جز الفتِ قسریٰ کوئی منتر نہیں ان کا

کیا کچھ وہ کُنت رکتا بی کی خرابی
 تڑپتے ہیں وہ زخاں گلابی کی خرابی
 زانی کی وہ خوارِ جاوہ شرابی کی خرابی
 رسوائی کی رسوائی خرابی کی خرابی

غل تھا کہ عنایت ہی یہ خوبانِ چگل کی
 یہ آگ لگائی ہوئی ہے حضرتِ دل کی

کھائے ہیں تم اگر صفت کجکارتی اگر
 پانی کو کرے برق وہ ششوں کی بھر جائے
 بھڑکے تو سندریں بھی چھوڑے نہ تڑپے اگر
 بھڑکانے میں مشغول بھڑکے ہیں پری اگر

پانی بھی تو تیزا ہے، دوزخ کے کنویں کا
 بھڑکے ہوئے شعلوں کی زمین جرخ دھویں کا

جوں شمعِ لہڑتے ہیں جو لڑتے تھے ہوا سے
 وہ دماغ اٹھاتے ہیں جو بیاں نشوونما سے
 نہیں اُن کی ڈرانی ہی ڈرے جو نہ خدا سے
 جو پورا تھے وہ آنکھ چراتے ہیں جاپ سے

اس لذت بے جا سے عجب بدمزگی ہے
 تن میں صفتِ درِ جناگ لگی ہے

وہ دیو کی صورت کے ملک دشمنِ جانی
 شکریں وہ بھیا ایک وہ صدا اُن کی ڈرائی
 آگ اس کو کھلائی اُسے کھولا ہوا پانی
 گروپ بھرا پر نہ پہنچا شہرِ دہانی

یہ پیاس کی شدت ہو کہ دم پھول رہا،
 یہ سود کا پھل ہو کہ شکم پھول رہا،

سنوں کے غم و رگ میں کا فور ہوئے ہیں
 شمشیر کی طرح کا شمشیر بن گئے ہیں
 جو لوگ کہ جا بید تھے وہ مجبور ہوئے ہیں
 ہر سورا کے دل میں بیاں ناسور ہوئے ہیں

سب قہر الہی کی علامت نظر آئی
 جو سور پھکا اُس کو قیامت نظر آئی

منہ سے وہ زبان نکلی ہوئی عہد شکن کی
 شعلے کی طرح اڑتی ہوئی رات میں کی
 پھر آگ کھلانے میں کہ تیزی جو جبن کی
 جھپٹتی ہر مودی کے لئے ناک کے پھین کی

زہراُن کے لئے جھوٹی قسم ہو گئی گویا
 توڑا جو قسم کو تو وہ سَم ہو گئی گویا

فلک ہفت
 اب سات طبقے کے فلک نند کو آئیں
 ہر کھپ ہجنگا میں ہجی حجابوں کو اٹھائیں
 مرد کو سماں سے اتویں سرگردوں کا چھائیں
 بلکوں سے وہ عویں مری لیتی ہیں بلاییں

نظروں میں سمایا ہو مری خلد کا باغ آج
 ہر ساتویں گردوں پہ شاخواں کا دماغ آج

اترائی جہنم کی باری
 فرشتے شگفتہ ہوا وہ گلشن باری
 اترائی ہوئی لافِ خباب بادِ بباری
 صلوات ہر اک نہج کے منہ سے ہوئی جاری

خود تختہ درجہ کئے آغوشِ ستوں پر
 مہرابِ نظام کو چڑھی دس ستوں

ساقیِ ناممکن
 ساقیِ خبیب کی پتی ہے یادِ شے
 اس غیرت و رشید کی صنوبرم میں پھیلا
 فاق کو بھی مجنوں جو بن ساقی ہو وہ لیلیا
 زاب کا بھی دل جس سے نہ نیلیا ہو وہ مے

خبیب خدا تیری زمیں چوم رہی ہے
 میخانے پہ رحمت کی گھٹا جھوم رہی ہے

زندوں نے "سفاہ" کی خبر پائی ہے ساقی
 رحمت کو ہوائے چین آرائی ہے ساقی
 بوئے گلّی تر باغ میں اترائی ہے ساقی
 منجھانے کا درکھوں بیبارائی ہے ساقی

پھر جھوم کے مستانِ مئے خم غدیر آئے
 ساقی ترے ہاتھوں کی لکیروں کے نقیر آئے

وہ ہے کہ جس پر نگہِ خالقِ عادل
 وہ جام کہ جو دور میں قرآن کے ہر شے میں
 پرکھا اسی پیمانے سے حق نے حق و باطل
 نعت کا کیا خاتمہ ایمان ہوا کام

جب تک کہ نہ خود پر مغاس سُو ختم آیا
 کب آیہ ”اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ“ آیا

ثبت کاسماں
 از نسبتِ ولادیکچودہ جنبِ نظر آئی؛
 غمِ غنہ سے کسی خور کی صورتِ نظر آئی
 جلوہ تھا کہ اشد کی قدرتِ نظر آئی
 گھر ہو گیا دل میں وہ عمارتِ نظر آئی

دُر کے کہیں دُر اور گہر کے کہیں گہریں
 سونے کے شجر کا گماں ہے وہ شجر ہیں؛

وہ تارہ نہالوں کے نئے رنگ کے جابے
 وہ سبز ورق گوہر کے اعمال کے نامے
 وہ ننچہ و لکھی بوئے محبت سے پیمانے
 وہ آں کے ہم رنگ گنگوؤں کے عامے

سبزان چمن حسن کی دولت سرغنی ہیں
 گر پھول حسینی ہیں تو پتے حسنی ہیں

ہر خیر کی خوبی قبول کر دو بال
 وہ چاندنی کے چوں کہ آنکھوں کا اجالا
 میوے شہرِ منتیں باریق
 وہ بادہ کثر کا پیمانہ گل لال

شوخی کا وہ عالم وہ سماں جلوہ گری کا
 حوروں میں نہ کیوں رنگے لال پی کا

بے غلجی کی شان اور بے جہر گلجی کی قرب اور
 گلزار کا رنگ اور فضا اور ہوا اور
 گل کی بواوا اور توبہ کی صفا اور
 اس پر بھی جی حکم خدا ہے کہ ذرا اور

اس طرح بڑھا حسن جہاں حکم خدا سے
 حسن طرح کہ ایساں شہِ مرداں کی ولا سے

وہ جن کے منساب بھی چھوڑنا ہے
 نہ کہ ان کے منسوب کیونکہ منسوب ہے
 پانچ سو روپے کے منسوب کو منسوب ہے
 پانچ سو روپے کے منسوب کو منسوب ہے

ہاں فکرِ شہر ازِ جہاں پائیں سکتی
 یاں تاکِ مرے مضمون کی ہوا جہاں سکتی

کہیں ہی بھی پوشاکِ تنِ عور پہ بھاری
 آنچلی کو سنبھالے ہوئے خود باد بھاری
 زانوئے حسنِ آئینہ قدرت باری
 سبھی دیکھ کر تو کبھی مالکِ سنواری
 کھڑا

خود حسنِ خدا واد پہ ناز اُن کو بڑا تھا

چوٹی کا جو زیور تھا پسِ پشتِ پڑا تھا

نصرتِ دُعا و توفیق پہ
 بس ہیں وہ سب مہری
 بوٹیوں میں وہ سب مہری
 کیلکی ہیں سب مہری
 وہ قواب کا فرش اور وہ سونے کی مہری
 وہ سرد ہوا مہر کو آجا
 مہری

آثارِ تبسم وہ شگوفوں کے دہن میں
 خوشبو بھی ہوا کھانے کو نکلی تھی چن میں

وہ جین چکے ہیں کہیں بیلا
 مزارِ ادا کوئی نہ دیکھتا وہاں
 وہ باغ کی حد پہنچ چکے ہیں
 نہ کہ تختے میں شریغوں کا وہ بیلا

کچھ نخل ہیں ایسے کہ زمیں چوم رہے ہیں
 یہ من کا نشہ ہو کہ سب جھوم رہے ہیں

عالم کا درد
 ہر توبیا موتی کے بھی خوشی
 جو چاندنی کا پھول تھا مہتاب
 منہ سادہ سبزہ ہمہ تن خواب
 ہوا تھا ہوا تھا ہوا تھا

سبزے پہ گرے چاندنی کے گل جو چین میں

ثابت ہوئی تاروں کی قبا خضر کے تن میں

بیاوت خیل ہو جو گلن تو نظر آئے
 مرجاں کا شکر چوں ہے سب نظر آئے
 جو ہم کا مکان دُر کا ہر اک در نظر آئے
 جب دیر پہ نظر کچھ سب نظر آئے

اللہ رے شرف نام شہنشاہِ رسل کے
 دروازے بھی یا عقدہ کشا کہتے ہیں کھل کے

برادر ہستی کے دروں پر ہستی
 چو لوں پر بھی سارے پیر ہستی
 ہر عالم خست کے یوں پر ہستی
 سب ان کے غلاموں کے سر پر ہستی

آنکھوں میں بھی اس نام سے تنویر و ضیاء
 مردم میں یہ غل ہے کہ نبی عین خدا ہے

قلمبند ہیں اک بارہ دریا ہر
 روشن ہر دروں سے کہ چرخوں سے بھری ہو
 جو اس میں شجر ہے وہ عقین شجری ہو
 چھوٹوں سے لگنوں سے حسنین بھری ہو

گرد اس کے ہر اک عاشق سرور کا محل ہو
 امت کے محلے میں تمپیر کا محل ہو

ایک معلق میں تجبلی سر
 قندی کو نہ والی نعلی سر
 ہر اور ہستی کی اس گھڑی نظر ہے
 سو چہ چہ میں چوٹی کا وہ گھر ہے

حیران ہی شوکت کہ عجب شوکت و شان ہے
 حوروں کے اشارے ہیں کہ زیر اکام کا ہے

اک قصر میں معصوموں کو پہلانے میں بیٹیں
 منہ دھوتے ہیں اس کا اُسے پہلانے میں بیٹیں
 گھنٹن کی روپ ریا ہے پہلانے میں بیٹیں
 منہ چھپانے کے لیے بھی پہلانے میں بیٹیں

کیوں ناز اٹھاتے ہیں ہر اک ماہ نقا کے
 بچے ہیں یتیم سب امتِ محبوب خدا کے

اک سمست نظر اگر کیا اک شجرہ سحر
 سحر سحر جبکہ سحر سحر و سحر
 جبر شاخ ہری اور ہر اک چیل کا زربہ
 چیل کو جو رہیں چاک تو اندر سے جبکہ سحر

فرمایا عجب شانِ خداوندِ غنی ہے
 خود حسنِ پکارا کہ نہ سالِ مٹی ہے

اک سمت نظر آگیا اک نخل جنباں لال
 وہ بگ عجائب وہ گل نورشاں لال
 گویا پوسٹ سے بھی غنچہ کا دیاں لال
 نہیں کسی تعریف میں ملو مٹی جنباں لال

رنگت نے کہا جلوہ عینی یہ شجر ہے
 کیونکر نہ حسین ہو کہ حسینی یہ شجر ہے

مجھ میں سے پوچھا تو کیا رازِ خدا ہے
 یہ سبزی بننا ہے حسنِ سبزی ہے
 اور اس میں چھ سبزی ہے شاہ شہید ہے
 اب پیسے کیا غرض کروں جو بچ جائے

دونوں پہ ستم ہوں گے شقاوت سے عدو کی
 وہ زہر کی سبزی ہی یہ سرخی ہی لہو کی

قنبتیں نواسوں کے لئے اشکِ بے
 سدرہ پہ لگے پینہِ حسرت میں نہا کے
 جبر میں امیں خنجر لگے کہ جو جلا کے
 بادشاہِ بکرم کا چہرہ تیرا لگا کے

حسرت ہے کہ پوری مری امید ہو مولا

پڑھئے جو دو گانہ تو مجھے عید ہو مولا

اول کی طرح دوسری کیفیت ہوئی آخر
 سب کین ادا ہوئے طاعت ہوئی آخر
 جبین بننے کی عرض رفاقت ہوئی آخر
 پیرا ہو سلام اب کہ عبادت ہوئی آخر

اب ساتھ چلوں یہ مری طاقت نہیں مولا

آگے مجھے بڑھنے کی اجازت نہیں مولا

واں سے جو چلے کوئی نہ تھا آپ کے ہمراہ
 اک آپ تھے اک ذاتِ خدا آپ کے ہمراہ
 یاں چھوکی ولا آپ کے ہمراہ
 نیچے نہرِ نشتموں کی دعا آپ کے ہمراہ

چلایا براق آپ کہاں چلتے ہیں مولا
 یاں مرث تصور کے بھی پر جلتے ہیں مولا

گو میری بار بکوئی آپوز نہیں ملتا
 مگر علیٰ اس طرح کہ چاہو نہیں ملتا
 میرے تو مقابل کوئی جاو نہیں ملتا
 اس راہ میں بسکین مرا ناہو نہیں ملتا

یہ سن کے تھیں شہِ بحر و بر آیا
 فر فرادھ راتا ہوا رنِ رنِ نظر آیا

صلوات پڑھو! آپ کے علم و شہس عطا ہے
 روحانہ و لطیف ہے محبوب خدا ہے
 روشن و گرماں عالم کلیم ابن ولایت
 جب طور پہ پہنچے تو صبا تھی یہ صدا ہے

لازم ہے ادب اس کا یہ تعظیم کی جائے
 نعلین اتارو کہ یہ وادئی طویٰ ہے

پارکس ننھی چھپ چھپ کی سواری
 اُٹھ سے ادب بایاؤں سے نعلین اُٹاری
 پارکس منور نے ندا دی کھٹی باری
 محبوب کا دیبا رہے، سن کر تھاری!

حسرت میں ہی خود عرش نہ شرایے سرفراز
 پہننے ہوئے نعلین چلے آئے سرکار

بابِ غلِ نظر ہے نہ تصور کا گذر ہے
 رحمتِ برادرِ سرنواز کا اندازِ دھر ہے
 اک آنکھ کا پردہ ہی نقطہ پیشِ نظر ہے
 عاشق ہی کو معشوق کی خلوت کا خبر ہے

اے صلِ علی! کیا شہِ والا کا شرف ہے
 تو حسین کا مذکور تو ادنیٰ سا شرف ہے

نوہین کا احوال میں ادنیٰ کہوں کیوں کہ
 دامن عشق و معشوق تھے پردہ خنوں کیوں کہ
 اب بیکار گزرتا ہے تمہیں کیوں کہ
 اندر کی قدرت کو میں بند کہوں کیوں کہ

آئی یہ ندا آؤ چلے آؤ محمدؐ
 یاں غمیر نہیں کوئی نہ شرماؤ محمدؐ

کس ناز سے بولے کہ پریشیاں ہی مرا حال
 جبریل آئیں کہ تو عنایت ہوں پر وبال
 اس بندہ بے پر کی وہ حرمت نہ وہ اقبال
 قننے کو چاہیے ترے سر پہ بھی تو ہیں بال

یہ بال کھلیں اور نہ ہلے عرش رستم ہو
 بخشوں ابھی عالم کو ترے سر کی قسم ہو

بابوں کو کسی کے بھی نہ بخت رساویں
 کبھی پتھر سے بال تو بخت کوٹاویں
 امت کے سپہ نامہ اعمال جب ملا دوں
 ہاں کیجئے گمنامیے لگتا ہوں کس ملا دوں

کم رکھتے ہیں کیا عز و وقار آپ کے گیسو
 خود ناؤ شہر مہار آپ کے گیسو

شے نے کجا سجاوے کے تو سر اس بناؤ
 خبر آپ کے کون اس کا ہے حق دار بتاؤ
 آئی یہ ندا شرم سے یوں طش نکھڑاؤ
 تھا جب وہ تنظیم میں سر تو اٹھاؤ

سجدے سے فقط اوج تھا منظور تمھارا
 پیشانی آدم میں جو تھا نور تمھارا

وہ خاک تھی تم نور، وہ قطرہ
 وہ نیک نظام، تو حقیقت ہے
 وہ بابر کے خنجر، وہ حسین
 وہ سید، وہ یحییٰ بن یسوع

کیا خاک تھی آدمؑ کہ ہوئے خاک کے مالک
 اور آپ کہ ہیں آیہ ”لو لاک“ کے مالک

چھوڑا کچھ خدمت پر وہ راغب ہے جس میں
 نہ کوئی غلی سے بھی نکالے گئے آدم
 آپ کی امت کی یہ قدر ایشیہ عالم
 کرتے ہیں گمنام اور نہیں تپے سزا ہم

مطلب تھا کہ الزام نہ یوں دیکھے پیار
 کچھ سوچ کے عاشق کا گلہ کیجئے پیار

کی طرف سے اور اس کی کوخبت میں بلایا
 کچھ ایسے کا عفو و ریت میں ہم نے نہ پایا
 تیری یہ ندامت کہ یہ یوں کا پایا
 نب خلیفہ کے نوح کو عفو الٰہی بچایا

کیا نوح کی کشتی کا عوض ہم کو ملا ہے؟
 لو اور وہ شکوہ نہ سہی یہ تو گلا ہے

آئی یہ نڈاؤد بگیا نوح کا اک لال
 اور ڈوبے بیڑے کو سنبھالے گئی تری آل
 جو آل کی کشتی میں رہا اُس کا خوشحال
 تہیں سے کنار کیا ابتر ہوا احوال

چھوڑا تو مصیبت میں گرفتار ہی بیڑا
 اس ناؤ میں جو بیٹھ گیا پار ہی بیڑا

کسی غم سے ہونے والی کجی کی پیروی نہ کرو
 نبی سے خالق نے انہیں یہ نصیحت کی
 فرمایا کہ اس سے زیادہ دینی علم
 ان کو مری الفتن سے بچنے کی نصیحت

دیکھو شرف اُن کے تو بہت آپ سے کم ہیں
 اپنا وہ خلیفہ اور خلیفہ آپ کے ہم ہیں

چھو بولے کہ صلاح کو غنائیت ہوا نانا
 ممکن ہے کہ اس رنج سے ہو جائے افاقا
 فرمایا جب ملا آپ سے کیا ان کو علاقا
 کیا ان کا وہ نائقہ کہ وہ محکم مہم آقا

گویا ہی سروپا کا یہاں فرق محمد
 نائقے سے براق آپ کا ہی برق محمد

کی غرض کہ موتی کا شرف ہم نے نہ پایا
 جلوہ آید دھلا کے حکیم اپنا نبایا
 آئی یہ دنیا پہ نہ ملا آپ کا پایا
 وہ طوڑ کر آئے تھیں تاعش بلایا

وہ دور تھے دربار میں سرکار کھڑی ہیں
 وہ غش ہوئے پر آپ تو ہنسیار کھڑی ہیں

شاہ گرامی
 کب ایسی زبان ایسے کب ان کو تھی میر
 گرا اپنے عصا کو وہ بنا دیتے تھے اژدر
 پایا ہم نے نہ پایا ہے ترے جانی کو حیدر

وہ ڈر گئے اژدر سے بڑھا ماتہ ولی کا
 موٹی کی وہ پیری تھی یہ بچپن تعالیٰ کا

اس بزمِ ناگاہ چھڑا کر قیامت
 است کے گنگنکاروں کی فریادی شفاعت
 ایسی کسی سرسبز کو نہ تھی خلق کی چاشت
 پنج گئی یوں بانوں ہی بانوں میں اشتیاق

شافع کوئی آیا نہیں مادی تو مدام آئو
 اچھا تو وہی ہی جو ہے وقت میں کام آو

بعد اس کے سب اٹھ کے کاموں کو بھی دیکھا
 پھر روح پر محفوظ اماموں کو بھی دیکھا
 اور عرش پر ان لوگوں کے ناموں کو بھی دیکھا
 نہیں کہ مرے مولائے علاموں کو بھی دیکھا

پھر شیریں جگ آگیا اک کاسہ زریں
 احمد کی ضیافت ہوئی محمود کے گھر میں

از خن بواطے مائده حضرت باری
 ازنی سوئے کم مرے مولا کی سواری
 جب طرح ارکشتن سے پھرے باد بہاری
 عوایہ گھڑی و مس کی تھی اجڑ پھجاری

بستر میں جو خوں گرمی غصہ نظر آئی
 زنجیر دراک لڑشیں پیہم نظر آئی

حسان و فرزدق کے شرفِ تجھ کو خدا
کیا خوب مسدس لکھا اللہ جزا دے

